AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

Economic Challenges and Islamic Solutions for Sustainable Development in the Muslim World

Dr. Peree Gul Tareen
Lecturer, Islamic Studies department SBK women's University Quetta Balochistan
Email: drpareegulltareen@gmail.com
Dr. Farida
Lecturer, Islamic Studies department SBK women's University Quetta Balochistan
Email:faridakakar5@gmail.com
Laiba Zafar
BS Islamic Studies, SBK women's University Quetta Balochistan
Email: laibabaluch787879878@gmail.com

Abstract:
The Muslim world is confronted with complex economic challenges that hinder progress despite its abundance of natural and human resources. Issues such as poverty, unemployment, unequal distribution of wealth, corruption, dependency on foreign aid, and limited industrial and technological growth continue to weaken economic stability. Internal problems, including poor governance and lack of educational and research development, along with external pressures from global financial institutions, further aggravate the crisis. This paper examines these challenges in detail and explores Islamic economic principles as a framework for sustainable development. It highlights the importance of zakat, waqf, and interest-free financial systems, while also stressing the need for education, scientific research, technological advancement, and good governance. The study argues that by implementing reforms grounded in justice, equity, and cooperation, the Muslim world can overcome its current crisis and establish a self-reliant and sustainable economic model consistent with Islamic teachings.

Keywords: Muslim world, economic challenges, poverty, unemployment, governance, Islamic economics, sustainable development.

تمہید:

عالم اسلام ایک ایسے دور سے گزر رہا ہے جس میں وہ شدید معاشی مسائل سے دوچار ہے، باوجود اس کے کہ اس کے پاس قدرتی وسائل، انسانی سرمایہ، اور جغرافیائی اہمیت کی صورت میں بیش بہا امکانات موجود ہیں۔ مسلم دنیا میں غربت، بیروزگاری، کرپشن، وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم، تعلیم و تحقیق کی کمی، اور عالمی سودی نظام پر انحصار نے ترقی کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کر دی ہیں۔ یہ تمام مسائل صرف اقتصادی نوعیت کے نہیں بلکہ

گہرے فکری، سیاسی، اور اخلاقی بحران کا نتیجہ بھی ہیں۔ اس مقالے کا مقصد ان معاشی مسائل کا تفصیلی جائزہ لینا اور قرآن و سنت کی روشنی میں ان کے قابلِ عمل اسلامی حل تجویز کرنا ہے۔ اسلامی معیشت عدل، مساوات، شفافیت، اور فلاحِ عامہ جیسے اصولوں پر قائم ہے۔ اسلام سود کو حرام قرار دیتا ہے کیونکہ یہ نظام صرف سرمایہ دار طبقے کو فائدہ دیتا ہے اور غریب کو مزید قرض میں جکڑ تا ہے۔ قرآن میں واضح طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ سود کا لین دین اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف اعلانِ جنگ کے مترادف ہے (البقرہ: 279)۔ اس تحقیق میں سودی نظام کے نقصانات اور اسلامی بینکاری کے اصول جیسے مضاربہ، مشارکہ، اجارہ اور تکافل کو موثر متبادل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ زکوٰۃ اور وقف اسلامی معیشت کے دو بنیادی ستون ہیں، جن کا مقصد دولت کی منصفانہ تقسیم اور سماجی توازن قائم رکھنا ہے۔ اگر اسلامی ممالک میں زکوٰۃ کا نظام ریاستی سطح پر منظم اور شفاف انداز میں نافذ کیا جائے، تو لاکھوں افراد کی بنیادی ضروریات جیسے تعلیم، صحت، اور روزگار باعزت طریقے سے پوری کی جاسکتی ہیں۔ وقف کے اداروں کو جدید تقاضوں کے مطابق فعال بنا کر فلاحی، تعلیمی اور طبی میدانوں میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔ تحقیق نے یہ بھی واضح کیا کہ تعلیم، علم، اور تحقیق کی کمی عالم اسلام کی پسماندگی کی ایک بڑی وجہ ہے۔ اسلامی تعلیمات میں علم کو ہر مرد و عورت پر فرض قرار دیا گیا ہے، اور تاریخ گواہ ہے کہ جب مسلمان علمی میدان میں ترقی کر رہے تھے تو وہ دنیا کی قیادت کر رہے تھے۔ موجودہ وقت میں امت مسلمہ کو چاہیے کہ وہ اپنی تعلیمی پالیسیوں کو مضبوط بنائے، دینی و دنیاوی علوم میں توازن پیدا کرے، اور سائنسی تحقیق و اختراع کو فروغ دے۔ مزید بر آں، امتِ مسلمہ کے مابین اقتصادی اتحاد، تجارتی تعاون، مشترکہ مالیاتی اداروں اور اسلامی بلاک کی تشکیل جیسے اقدامات بھی اس تحقیق میں تجویز کیے گئے ہیں۔ OIC، D-8، اور دیگر اسلامی تنظیموں کو فعال بنا کر مسلم دنیا اپنی معاشی خودمختاری اور عالمی اثر و رسوخ میں اضافہ کر سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اخلاقی اصلاح، دیانتدار قیادت، اور عوامی فلاح کے جذبے کو بھی فروغ دینا ہوگا۔

اسلامی تعلیمات میں موجود معاشی اصول، اگر خلوصِ نیت، سیاسی عزم، اور علمی بصیرت کے ساتھ نافذ کیے جائیں، تو عالم اسلام نہ صرف موجودہ بحران سے نجات پا سکتا ہے بلکہ ایک باوقار، خودکفیل، اور ترقی یافتہ امت کے طور پر ابھر سکتا ہے۔ اسلام ایک مکمل نظامِ زندگی ہے اور اس میں دنیا و آخرت دونوں کی فلاح کا راستہ پوشیدہ ہے۔ اسلامی معیشت کا نفاذ محض ایک دینی مطالبہ نہیں بلکہ ایک عملی ضرورت ہے جس سے امت کا مستقبل وابستہ ہے۔ موجودہ عالمی مالیاتی نظام کو مغربی استعمار نے اس طرح تشکیل دیا ہے کہ اس میں ترقی پذیر اور اسلامی ممالک ہمیشہ قرضوں کے جال میں جکڑے رہیں۔ بین الاقوامی مالیاتی ادارے جیسے IMF اور World Bank، ظاہری طور پر ترقیاتی امداد کے نام پر سودی قرضوں کے ذریعے معاشی خودمختاری کو کمزور کرتے ہیں۔ یہ قرضے اکثر سیاسی دباؤ، معاشی پالیسیوں میں مداخلت، اور مقامی اداروں کی نجکاری کا سبب بنتے ہیں۔ اسلامی اصولوں کے مطابق ایسا نظام معاشرتی عدل اور خودمختاری کے منافی ہے۔ عالم اسلام کو چاہیے کہ وہ اپنی کرنسی، تجارتی پالیسی اور بین الاقوامی معاہدات میں ایک مضبوط اسلامی بلاک تشکیل دے، جس کا مقصد صرف منافع نہیں بلکہ مشترکہ فلاح ہو۔ اسلامی ممالک کے درمیان بینکوں، صنعتی منصوبوں، زرعی اصلاحات اور تکنیکی ترقی میں تعاون کی اشد ضرورت ہے۔ اس تعاون کے ذریعے نہ صرف درآمدات پر انحصار کم کیا جاسکتا ہے بلکہ برآمدات میں اضافے، روزگار کے مواقع، اور مہنگائی میں کمی جیسے اہداف حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اہم پہلو اخلاقی و روحانی تربیت کا بھی ہے۔ معاشی انصاف صرف نظام کی تبدیلی سے ممکن نہیں، جب تک کہ افراد اور قیادت میں تقویٰ، دیانت، قربانی، اور خدمت کا جذبہ نہ ہو۔ اسلامی معاشی اصول صرف فنی پالیسی نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور روحانی بنیاد رکھتے ہیں۔ جب تک حلال و حرام کی تمیز، احتساب کا نظام، اور اللہ کی رضا کا تصور عام نہیں ہوگا، حقیقی معاشی فلاح ممکن نہیں۔ مسلمان نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ تعلیم، معیشت، اور قیادت کے میدان میں آگے بڑھیں۔ ہمیں ایسے ماہرین، علماء، معاشی ماہرین، انجینئرز اور تاجر درکار ہیں جو جدید دنیا کو اسلامی اصولوں کے ساتھ ہم

آہنگ کر سکیں۔ دینی اداروں اور جامعات کو بھی جدید علوم کے ساتھ اسلامی معیشت کو نصاب میں شامل کرنا چاہیے تاکہ نئی نسل فکری اور عملی طور پر تیار ہو سکے۔ آخر میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عالم اسلام کا معاشی بحران دراصل ایک فکری، اخلاقی اور انتظامی بحران ہے، جس کا حل محض بیرونی امداد یا وقتی اصلاحات سے ممکن نہیں۔ جب تک ہم اسلامی اصولوں کی طرف اجتماعی رجوع نہیں کرتے، مسائل بڑھتے رہیں گے۔ اسلامی معیشت صرف ایک متبادل نہیں، بلکہ ایک ایسا حل ہے جو انسانیت کو استحصال سے نجات، دولت کی منصفانہ تقسیم، اور باعزت زندگی کا موقع فراہم کرتا ہے۔

تعارف:

عالمِ اسلام اس وقت ایک شدید معاشی بحران سے گزر رہا ہے، حالانکہ اس کے پاس قدرتی وسائل، انسانی سرمایہ، اور جغرافیائی اہمیت جیسی بیش بہا نعمتیں موجود ہیں۔ ان وسائل کا غیر منصفانہ استعمال، مغربی طاقتوں پر انحصار، اور داخلی حکمرانی کی کمزوریاں اسے ترقی کی راہ پر گامزن ہونے سے روکتی ہیں۔ اسلامی ممالک جیسے سعودی عرب، ایران، عراق، انڈونیشیا، نائجیریا اور الجزائر تیل و گیس جیسے قدرتی وسائل سے مالامال ہیں، مگر ان کا بڑا حصہ غیر ملکی کمپنیوں کے ذریعے نکالا جاتا ہے، جس سے منافع بیرونی دنیا کو حاصل ہوتا ہے اور مقامی آبادی ان فوائد سے محروم رہتی ہے۔

غربت اور بیروزگاری عالمِ اسلام کا ایک اور سنگین مسئلہ ہے۔ پاکستان، بنگلہ دیش، سوڈان اور یمن جیسے ممالک کی ایک بڑی آبادی خطِ غربت سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ نوجوان نسل تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود روزگار کے مواقع سے محروم ہے، جس سے مایوسی، ہجرت، اور سماجی بگاڑ جنم لیتا ہے۔ اسلامی نظام میں زکوٰۃ، صدقات اور بیت المال جیسے ادارے غربت کے خاتمے اور معاشی عدل کے لیے متعارف کرائے گئے ہیں، جن پر اگر صحیح معنوں میں عمل ہو تو لاکھوں انسانوں کی زندگی بہتر بنائی جا سکتی ہے (سورۃ التوبہ سورہ نمبر 9، آیات نمبر 60) تعلیم اور تحقیق کی کمی بھی مسلم دنیا کی معاشی پسماندگی کی ایک بڑی وجہ ہے۔ بیشتر اسلامی ممالک میں تعلیم پر خرچ ہونے والا بجٹ عالمی اوسط سے کہیں کم ہے، جبکہ جدید ٹیکنالوجی، سائنس، اور سائنسی تحقیق کو خاطر خواہ اہمیت نہیں دی جاتی۔ اسلامی تعلیمات میں علم کو اعلیٰ مقام حاصل ہے، اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے" (ابن ماجہ، حدیث 224). مسلم دنیا کو تعلیمی اصلاحات، تحقیق کے فروغ، اور دینی و دنیاوی علوم میں ہم آہنگی پیدا کر کے ہی ترقی کی دوڑ میں شامل ہونا ہو گا۔

کرپشن اور ناقص حکمرانی بھی اسلامی دنیا کی ترقی میں رکاوٹ ہیں۔ سرکاری اداروں میں رشوت، اقرباپروری، اور اختیارات کا غلط استعمال عام ہے۔ ناقص پالیسی سازی اور سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے اقتصادی منصوبے ادھورے رہ جاتے ہیں۔ اسلامی طرزِ حکومت شفافیت، عدل، مشاورت اور جوابدہی پر مبنی ہے۔ خلفائے راشدین کے دور کی مثالیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ دیانتدار قیادت کس طرح ایک صالح، مضبوط اور خوشحال معاشرہ قائم کر سکتی ہے

بین الاقوامی مالیاتی دباؤ اور سودی نظام اسلامی معیشت کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ عالمی مالیاتی ادارے جیسے IMF اور World Bank اسلامی ممالک کو سود پر قرضے دے کر ان کی پالیسیوں میں مداخلت کرتے ہیں، جس سے ان کی خودمختاری متاثر ہوتی ہے۔ اسلام میں سود کو حرام قرار دیا گیا ہے، اور قرآن میں فرمایا گیا ہے: "اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے" (البقرہ: 275). نیز فرمایا: "اگر تم سود نہیں چھوڑتے تو اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ" (البقرہ: 279). ان احکامات کی روشنی میں اسلامی دنیا کو چاہیے کہ وہ اسلامی بینکاری، مضاربہ، مشارکہ اور تکافل جیسے متبادل نظام اپنائے، جو نہ صرف شرعی اصولوں کے مطابق ہوں بلکہ معاشی استحکام اور فلاحِ عامہ کو بھی یقینی بنائیں۔

ا۔ معاشی ترقی کے لئے حکومتی پالیسیوں کی اہمیت:

معاشی ترقی کے لئے حکومتی سطح پر مضبوط پالیسیوں کی ضرورت ہے۔ اسلامی ممالک کو اپنی معیشتوں کو جدید بنانے کے لئے ایک واضح اور جامع حکمت عملی اپنانا ہوگی۔ اس حکمت عملی میں صنعتی ترقی، زراعت کی جدیدیت، توانائی کے وسائل کا مؤثر استعمال، اور سماجی و معاشی انصاف کے لئے اقدامات شامل ہوں گے۔ اگرچہ بہت سے ممالک میں پالیسیوں میں بہتری آئی ہے، لیکن یہ عمل اتنا تیز نہیں ہوا جتنا کہ ضروری تھا۔ حکومتی سطح پر کرپشن کا خاتمہ، اداروں کی مضبوطی، اور عوام کے حقوق کی حفاظت کے لئے مزید اقدامات کی ضرورت ہے۔ سلامی اقدار اور اخلاقیات کا معاشی ترقی میں اہم کردار ہے، اور یہ بات اسلامی دنیا کے لئے ایک حقیقت ہے کہ اسلامی معاشی اصول نہ صرف فرد کی فلاح کو مدنظر رکھتے ہیں بلکہ معاشرتی انصاف کو بھی فروغ دیتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں معاشی انصاف، فلاحی اقدامات، اور دولت کی منصفانہ تقسیم پر زور دیا گیا ہے، جس سے نہ صرف افراد کی معاشی حالت بہتر ہوتی ہے بلکہ پورے معاشرتی نظام میں توازن اور سکون کا قیام ممکن ہوتا ہے۔ اسلامی معاشی اصولوں کی روشنی میں، معاشی فیصلوں میں اسلامی اخلاقیات کا نفاذ نہ صرف معاشی ترقی کے لئے اہم ہے بلکہ یہ انفرادی اور اجتماعی فلاح کا باعث بھی بنتا ہے۔ اسلامی معاشی اصولوں میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہر فرد کی معاشی حالت بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ معاشرتی توازن کو برقرار رکھنا ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات میں "عدلیہ" کا مفہوم معاشی فیصلوں کے حوالے سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر، زکوۃ، صدقہ، اور خیرات دینے کی تعلیمات معاشی نابرابری کو کم کرنے اور غریبوں کی مدد کرنے کے لئے ہیں۔ ان اصولوں کے ذریعے معاشرتی مساوات اور عدلیہ کی بنیاد پر معاشی مسائل کا حل ممکن ہو سکتا ہے۔ اگر اسلامی ممالک ان اصولوں کو اپنے معاشی فیصلوں میں مدنظر رکھتے ہیں تو وہ نہ صرف غربت کو کم کرسکتے ہیں بلکہ عالمی سطح پر معاشی انصاف کے قیام میں بھی مدد کرسکتے ہیں۔ اسلامی معاشی اصولوں کے تحت، فرد کی فلاح اور معاشرتی فلاح دونوں کو اہمیت دی جاتی ہے۔ اسلام میں فرد کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنایا گیا ہے، لیکن ساتھ ہی اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ افراد کو اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ دوسروں کے حقوق کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ اسلامی تعلیمات میں سود کا سختی سے انکار کیا گیا ہے کیونکہ سودی نظام معاشی نابرابری کو بڑھاتا ہے اور غریبوں کو مزید مشکلات کا سامنا کراتا ہے۔ اس کے بجائے، اسلامی معاشی نظام میں تجارت، معاہدوں اور کاروباری معاملات کو اخلاقی اصولوں کی بنیاد پر چلانے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ دونوں فریقین کو فائدہ ہو۔ غربت، بے روزگاری اور معاشی نابرابری اسلامی دنیا کے اہم مسائل ہیں، اور ان مسائل کو حل کرنے کے لئے اسلامی اقدار کی روشنی میں حکومتی پالیسیوں کا نفاذ ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات میں ملازمت، تجارت، اور کاروباری مواقع فراہم کرنے کے حوالے سے واضح ہدایات موجود ہیں تاکہ ہر فرد کو اپنے وسائل کے مطابق اپنی زندگی بہتر بنانے کا موقع ملے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلامی معاشی نظام میں یہ بھی ضروری ہے کہ ہر شخص کو ایک مناسب معیار زندگی فراہم کیا جائے، جس سے غربت اور بے روزگاری کے خاتمے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اسلامی دنیا کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے معاشی فیصلوں میں اسلامی معاشی اصولوں کو مدنظر رکھیں، جن میں عدلیہ، مساوات، اور اجتماعی فلاح پر زور دیا گیا ہے۔ حکومتوں کو یہ سمجھنا ہوگا کہ اگر وہ اپنے معاشی نظام میں اسلامی اقدار کو اپناتے ہیں، تو وہ نہ صرف اپنے عوام کے لئے ایک بہتر زندگی فراہم کرسکتے ہیں بلکہ عالمی سطح پر بھی معاشی استحکام کے لئے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرسکتے ہیں۔ اسلامی معاشی اصولوں کی بنیاد پر معاشی ترقی کی راہ پر گامزن ہونے سے اسلامی دنیا نہ صرف اپنی داخلی مشکلات کا حل تلاش کرسکتی ہے بلکہ عالمی اقتصادی منظرنامے میں بھی ایک مثبت تبدیلی لا سکتی ہے۔ اسلامی اقدار میں نہ صرف فرد کی فلاح کی بات کی گئی ہے بلکہ پورے معاشرتی نظام کی فلاح کو بھی مقدم رکھا گیا ہے۔ اس لئے اسلامی دنیا کو معاشی فیصلوں میں اسلامی اخلاقیات کو شامل کرنا انتہائی ضروری ہے تاکہ نہ صرف فرد بلکہ پورے معاشرتی نظام کی فلاح ہو سکے اور اقتصادی عدم مساوات کو کم کیا جاسکے۔ عالم اسلام کے لئے سب سے

اہم پہلو عالمی سطح پر تعاون اور خود کفالت کی راہ اختیار کرنا ہے۔ اسلامی ممالک کو اپنے داخلی مسائل حل کرنے کے ساتھ ساتھ آپس میں تعاون بڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ عالمی سطح پر ایک مضبوط اقتصادی اتحاد قائم کیا جا سکے۔ اس کے لئے اسلامی ترقیاتی بینک اور دیگر علاقائی اقتصادی تنظیموں کا کردار اہم ہو گا۔ خود کفالت کے لئے اسلامی دنیا کو اپنے قدرتی وسائل کا استعمال کرتے ہوئے نئی ٹیکنالوجیز کی تحقیق اور ترقی کی جانب قدم بڑھانا ہو گا۔

۲۔ داخلی کمزوریوں کا عمیق جائزہ:

عالم اسلام، جو ایک ارب سے زائد افراد پر مشتمل اور جغرافیائی طور پر ایک وسیع و عریض خطے پر محیط ہے، تاریخی، ثقافتی اور مذہبی لحاظ سے ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ یہ خطہ ماضی میں علم، سائنس، فلسفہ اور تجارت کے مراکز کے طور پر جانا جاتا تھا، لیکن موجودہ دور میں اسے متعدد معاشی چیلنجز کا سامنا ہے، جو اس کی ترقی کی رفتار کو سست اور مستقبل کی راہوں کو غیر یقینی بناتے ہیں۔ اگرچہ قدرتی وسائل جیسے توانائی، معدنیات اور زرخیز زمین کی فراوانی موجود ہے، لیکن ان کا مؤثر استعمال نہ ہونے کی وجہ سے عالم اسلام کی معیشتیں بحران کا شکار ہیں۔ ان چیلنجز میں سب سے اہم مسئلہ اقتصادی ڈھانچے کی کمزوری ہے، جس کے تحت بیشتر اسلامی ممالک خام مال کی برآمدات پر انحصار کرتے ہیں اور ویلیو ایڈڈ مصنوعات کی تیاری میں پیچھے ہیں، جب کہ تعلیمی نظام میں قدامت پسندی، تحقیق و ترقی پر کم توجہ، اور سائنسی علوم کی کمی کی وجہ سے نوجوان نسل عالمی مارکیٹ کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہے۔ سیاسی عدم استحکام، بدعنوانی، حکومتی اداروں کی کمزوری، داخلی تنازعات اور فرقہ واریت جیسے مسائل بھی معیشتوں پر منفی اثر ڈالتے ہیں، جب کہ وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم، غربت، بے روزگاری اور خواتین کی معاشی شمولیت میں کمی بھی ترقی کی راہ میں بڑی رکاوٹیں ہیں۔ اسی طرح، عالم اسلام کی ٹیکنالوجی اور تحقیق میں پسماندگی، تحقیقی اداروں کی قلت، ناکافی بجٹ، اور نجی شعبے کی غیر شمولیت عالمی مسابقت میں ان کے پیچھے رہنے کا سبب بنی ہے۔ ساتھ ہی، عالمی مالیاتی اداروں پر انحصار اور غیر منصفانہ عالمی نظام کی شرائط بھی معیشت کو محدود کرتے ہیں۔ ان تمام مسائل کا ایک بنیادی پہلو تعلیم، تحقیق اور جدت کا فقدان ہے، جو کسی بھی قوم کی پائیدار ترقی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے معیاری تعلیم، جدید تدریسی نظام، سائنسی تحقیق، اور ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری وہ بنیاد ہے جس پر علم پر مبنی معیشت قائم ہو سکتی ہے۔ اسلام میں علم حاصل کرنا محض دنیاوی ترقی کے لیے نہیں بلکہ دینی فریضہ بھی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" :قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ "(الزمر:9)یعنی "کہو: کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟" یہ آیت نہ صرف علم کی فضیلت کو ظاہر کرتی ہے بلکہ اس کی اہمیت کو امت کے لیے واضح کرتی ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے" :إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ "(فاطر:28)یعنی "اللہ سے تو صرف اس کے بندوں میں سے علم والے ہی ڈرتے ہیں۔" یہ بات ثابت کرتی ہے کہ علمی ترقی دین کے فہم اور دنیا کی بہتری، دونوں کے لیے ضروری ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا" :طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ "(سنن ابن ماجہ:224)یعنی "علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔" یہ حدیث علم کی عمومی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے اور یہ بھی واضح کرتی ہے کہ تعلیم صرف مردوں کے لیے مخصوص نہیں بلکہ خواتین کو بھی مساوی طور پر علم حاصل کرنے کا حق اور موقع دیا جانا چاہیے۔ آج کے دور میں یہ بات خاص طور پر اہم ہے کہ اسلامی دنیا خواتین کی تعلیم و تربیت، اور ان کی معاشی شمولیت کو سنجیدگی سے اپنائے تاکہ ترقی کے عمل میں آدھی آبادی کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ اسلامی تعلیمات میں تحقیق و اجتہاد کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ حضرت علیؓ کا قول ہے" :**العلم خیرٌ من المال، العلم یحرسک وأنت تحرس المال** "یعنی "علم مال سے بہتر ہے، کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے جبکہ مال کی تمہیں حفاظت کرنی پڑتی ہے۔" اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ علم ہی وہ اصل سرمایہ ہے جو انسان اور قوموں کو ترقی کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ بدقسمتی سے، عالم اسلام نے

اس دینی رہنمائی کو ترک کر دیا ہے اور مادّی مفادات اور وقتی منصوبہ بندیوں پر انحصار کرتے ہوئے تحقیق، اختراع، اور ٹیکنالوجی کو نظر انداز کیا ہے۔ اسی طرح اسلام میں معاشی ترقی کا مقصد صرف دولت کا ارتکاز نہیں بلکہ معاشرتی عدل اور رفاہ عامہ کا قیام ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" :كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ "(الحشر: 7) یعنی "تاکہ دولت صرف تمہارے مالداروں کے درمیان نہ گھومتی رہے۔" اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ معاشی نظام میں مساوات، وسائل کی منصفانہ تقسیم، اور عوامی فلاح کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ لہٰذا، عالم اسلام کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ اپنی تعلیمی پالیسیوں کو قرآنی تعلیمات اور سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں از سرِ نو تشکیل دے، تحقیق و ترقی کو فروغ دے، خواتین کو تعلیم اور معاشی میدان میں فعال کردار ادا کرنے دے، اور سائنسی، فکری و فنی خود کفالت کی طرف قدم بڑھائے۔ اس کے ساتھ ساتھ، امتِ مسلمہ کو چاہیے کہ وہ باہمی اتحاد اور تعاون کے ذریعے ایک ایسا علمی و اقتصادی ماڈل تشکیل دے جو نہ صرف عالمی مالیاتی نظام کا متبادل بن سکے بلکہ عدل، مساوات، اور فلاحِ انسانیت پر مبنی ہو، جیسا کہ اسلام کا بنیادی پیغام ہے۔ عالم اسلام کے ممالک میں مختلف داخلی اقتصادی کمزوریاں ہیں جو ان کی معیشتوں کی ترقی میں رکاوٹ بنتی ہیں۔

سب سے اہم مسئلہ اقتصادی تنوع کا فقدان ہے، کیونکہ اکثر اسلامی ممالک اپنی معیشتوں کو تیل اور گیس کی برآمدات پر منحصر رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے عالمی مارکیٹ میں توانائی کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ ان ممالک کی معیشتوں کو شدید متاثر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، تعلیمی نظام میں موجود خامیاں، تحقیق کے لیے ناکافی فنڈنگ، اور جدید ٹیکنالوجی تک محدود رسائی نے علم پر مبنی معیشت کے قیام کو مشکل بنا دیا ہے۔ اس کمی کی وجہ سے ان ممالک میں ہنر مند افرادی قوت کی کمی ہے، جو عالمی سطح پر مسابقتی بننے کے لیے ضروری ہے۔ ایک اور اہم مسئلہ اداروں کی کمزوری، بدعنوانی، اور حکمرانی کے مسائل ہیں۔ عالم اسلام کے کئی ممالک میں حکومتی ادارے غیر مستحکم ہیں، قانون کی حکمرانی کمزور ہے، اور بدعنوانی نے معیشت کو متاثر کیا ہے۔ ان حالات میں کاروباری ماحول کو بہتر بنانا اور حکومتوں کی اصلاحات کرنا بہت ضروری ہے۔ مزید برآں، آبادی کا دباؤ اور نوجوانوں کی بے روزگاری معاشی ترقی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ بن چکے ہیں، اور اس سے سماجی بے چینی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی، ناقص انفراسٹرکچر بھی ترقی کی رفتار کو سست کرتا ہے کیونکہ سڑکوں، پانی کی فراہمی، بجلی، اور مواصلاتی نظام میں بہتری کی ضرورت ہے۔ قرآن اور حدیث میں معاشی عدل اور انصاف پر زور دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: "اور اللہ نے زمین میں جتنی بھی چیزیں پیدا کی ہیں، ان سب کا رزق انسانوں کے لیے مقرر کر دیا ہے" (الملک: 15)، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ کی طرف سے رزق کی تقسیم عادلانہ ہونی چاہیے اور معاشی ذرائع کا صحیح استعمال ضروری ہے۔ اسی طرح حدیث میں آتا ہے: "تم میں سب سے بہترین وہ ہے جو دوسروں کے کام آئے" (صحیح بخاری)، جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ معاشی خوشحالی کا مقصد صرف انفرادی فائدے تک محدود نہیں ہونا چاہیے بلکہ سماج کی فلاح و بہبود پر بھی توجہ دینی چاہیے۔ اسلام نے معاشی معاملات میں توازن اور عدل پر زور دیا ہے، جس سے عالم اسلام کے ممالک کو اپنی معیشتوں میں اصلاحات کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ پائیدار ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکیں۔ عالم اسلام کے اقتصادی مسائل صرف مادی یا معاشی پہلو تک محدود نہیں بلکہ یہ اخلاقی، تعلیمی، سیاسی اور سماجی پہلوؤں سے بھی جُڑے ہوئے ہیں۔ اسلامی تعلیمات ہمیں صرف مال جمع کرنے کی ترغیب نہیں دیتیں بلکہ اس مال کے صحیح مصرف، انصاف پر مبنی تقسیم، اور مستحقین کا خیال رکھنے کی تاکید کرتی ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: "كَيْ لَا يَكُونَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ" یعنی "تاکہ مال تمہارے مالداروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتا رہے۔" یہ آیت معاشی نظام میں دولت کی گردش کو سب لوگوں تک پہنچانے کا واضح حکم دیتی ہے، جو سرمایہ دارانہ نظام کے برعکس ایک عادلانہ معیشت کی بنیاد رکھتی ہے۔ مزید برآں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ک "کسی قوم میں جب بدعنوانی عام ہو جائے اور امین کو خائن سمجھا جانے

لگے، تو اس قوم کی بربادی قریب آ جاتی ہے۔"(مسند احمد)یہ حدیث اسلامی ممالک میں پائے جانے والے حکومتی اور ادارہ جاتی کرپشن کے خطرناک اثرات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔بدعنوانی نہ صرف مالی نقصان کا باعث بنتی ہے بلکہ لوگوں کے اعتماد، حکمرانی اور معاشی ترقی کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔اسی طرح، نوجوان نسل کا بے روزگار ہونا اور انہیں مناسب تعلیم و تربیت نہ دینا، معاشی پسماندگی کا اہم سبب ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"طلبِ علم ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔"(ابن ماجہ)یہ تعلیم ہمیں بتاتی ہے کہ علم حاصل کرنا صرف دینی امور کے لیے نہیں بلکہ دنیاوی ترقی، صنعت، ٹیکنالوجی اور معیشت کی مضبوطی کے لیے بھی اہم ہے۔اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ اپنی پالیسیوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق ترتیب دیں — جہاں معاشی وسائل کا منصفانہ استعمال ہو، کرپشن کا خاتمہ ہو، تعلیم کو عام کیا جائے، نوجوانوں کو ہنر مند بنایا جائے، اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں عدل و انصاف قائم کیا جائے۔صرف اسی صورت میں عالم اسلام ایک باوقار، مضبوط اور خودکفیل اقتصادی نظام کی طرف بڑھ سکتا ہے، جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری دنیا کے لیے خیر و برکت کا ذریعہ بنے گا۔

۳۔بیرونی دباؤاور عالمی نظام کے چیلنجز:

عالم اسلام کو آج جس سب سے بڑے چیلنج کا سامنا ہے وہ بیرونی دباؤ اور غیر منصفانہ عالمی معاشی نظام ہے، جس میں طاقتور ترقی یافتہ ممالک اپنی سیاسی، اقتصادی اور مالیاتی برتری کے ذریعے کمزور اور ترقی پذیر اسلامی ممالک پر اثر انداز ہوتے ہیں۔بین الاقوامی مالیاتی ادارے جیسے بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) اور عالمی بینک اکثر ایسی معاشی پالیسیاں تجویز کرتے ہیں جو اسلامی دنیا کی مقامی معیشتوں اور معاشرتی ڈھانچے کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں۔ان پالیسیوں کے تحت قرضوں کے عوض سخت شرائط، بجٹ میں کٹوتیاں، سبسڈی کا خاتمہ، اور نجکاری جیسے اقدامات نافذ کیے جاتے ہیں، جن سے مقامی ترقیاتی پروگرام متاثر ہوتے ہیں اور غربت میں اضافہ ہوتا ہے۔اس صورتحال میں اسلامی ممالک کی خودمختاری بھی متاثر ہوتی ہے، کیونکہ انہیں اپنی پالیسیوں میں بیرونی دباؤ کو شامل کرنا پڑتا ہے۔قرآن مجید اس سلسلے میں واضح ہدایت دیتا ہے:وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا"النساء: 141ترجمہ: یعنی "اللہ تعالیٰ کبھی کافروں کو مومنوں پر غلبہ حاصل کرنے کا راستہ نہیں دے گا۔"یہ آیت مسلمانوں کو خبردار کرتی ہے کہ وہ اپنی خودمختاری، فیصلوں اور وسائل پر غیر مسلم طاقتوں کو حاوی نہ ہونے دیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ عالم اسلام کو اپنی اقتصادی اور سیاسی پالیسیوں میں مکمل خودمختاری اور استقلال کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی اسی اصول کی تائید کرتا ہے: **الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى**" صحیح بخاری: 1429، صحیح مسلم: 1033(یعنی "اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے۔"یہ حدیث مسلمانوں کو سکھاتی ہے کہ خود کفالت اور مدد دینے کی پوزیشن میں رہنا بہتر ہے بجائے اس کے کہ وہ قرضوں اور امداد پر انحصار کریں۔مزید برآں، عالم اسلام کے کئی ممالک جیوپولیٹیکل تنازعات، سیاسی عدم استحکام اور بیرونی مداخلت کا شکار ہیں۔ان تنازعات سے نہ صرف انسانی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے بلکہ اقتصادی انفراسٹرکچر تباہ ہو جاتا ہے، سرمایہ کاری متاثر ہوتی ہے، اور معیشتیں تباہی کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔قرآن مجید میں امن کو معیشت کے لیے ایک بنیادی شرط کے طور پر بیان کیا گیا ہے: فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ * ٱلَّذِىٓ أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَءَامَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ ("سورۃ قریش: آیات نمبر 3،4)یعنی "پس وہ اس گھر (کعبہ) کے رب کی عبادت کریں، جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور خوف میں امن دیا۔"یہ آیات

واضح کرتی ہیں کہ معاشی خوشحالی اور امن ایک دوسرے سے جُڑے ہوئے ہیں۔سیاسی استحکام اور امن کے بغیر معاشی ترقی ممکن نہیں۔

لہٰذا، عالم اسلام کے لیے ضروری ہے کہ وہ بیرونی دباؤ کو کم کرنے کے لیے باہمی اتحاد قائم کرے، خود کفالت کی پالیسی اپنائے، غیر منصفانہ عالمی معاشی ڈھانچے کے خلاف آواز بلند کرے، اور اسلامی اصولوں پر مبنی ایک منصفانہ اور پائیدار اقتصادی ماڈل کی تشکیل کے لیے کوشش کرے۔یہ راستہ نہ صرف اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ ہے بلکہ عالمی چیلنجز سے نمٹنے میں بھی معاون ہو سکتا ہے۔

۴۔راہ حل اور مستقبل کی حکمت عملی:

عالم اسلام کو درپیش پیچیدہ معاشی چیلنجز سے نمٹنے کے لیے ایک جامع، کثیر الجہتی حکمت عملی کی ضرورت ہے جس میں مختلف شعبوں میں اصلاحات اور سرمایہ کاری کی بنیاد پر استوار ہو۔ان چیلنجز میں شامل ہیں اقتصادی تنوع کا فقدان، علم پر مبنی معیشت میں کمزور ترقی، اداروں کی کمزوری، سیاسی عدم استحکام، اور عالمی سطح پر تجارتی رکاوٹیں۔ان سب مسائل کا حل صرف مختصر مدت کی پالیسیوں میں نہیں، بلکہ طویل المدتی حکمت عملی میں پوشیدہ ہے۔اس حکمت عملی میں چند کلیدی اقدامات شامل کیے جاسکتے ہیں جو نہ صرف معاشی ترقی کو تیز کریں گے بلکہ عالمی سطح پر اسلامی ممالک کی پوزیشن کو بھی مستحکم کریں گے۔ اقتصادی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ مختلف شعبوں میں سرمایہ کاری کی جائے۔آج کی معیشت صرف تیل اور گیس جیسے چند بنیادی شعبوں پر انحصار نہیں کر سکتی۔اس لیے زراعت، صنعت، خدمات، سیاحت، ٹیکنالوجی اور دیگر نئے شعبوں میں طویل المدتی منصوبے تیار کیے جائیں تاکہ ان شعبوں میں ترقی کی جاسکے۔اس کے ذریعے روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوں گے اور برآمدات میں اضافہ ہو گا۔یہ حکمت عملی نہ صرف ملکی معیشت کے استحکام کے لیے اہم ہو گی بلکہ عالمی سطح پر بھی ان ممالک کی اقتصادی پوزیشن کو مضبوط کرے گی۔مقامی وسائل اور صلاحیتوں کی نشاندہی کر کے ان شعبوں کی ترقی کی جائے تاکہ معاشی ترقی کے نئے دروازے کھل سکیں اور عالمی معاشی نظام میں ان ممالک کا کردار بڑھ سکے۔ معاشی ترقی کے لیے جدید ٹیکنالوجی کا حصول اور اس کا مؤثر استعمال ضروری ہے۔اسلامی ممالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے مقامی صنعتوں کو بین الاقوامی معیار کے مطابق اپ گریڈ کریں اور انہیں مسابقتی بنانے کے لیے پالیسیاں وضع کریں۔صنعتوں کے معیار کو بہتر کرنے کے لیے جدید ٹیکنالوجی کی فراہمی اور تحقیق و ترقی میں سرمایہ کاری کرنے کی ضرورت ہے۔چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروبار (SMEs) کو فروغ دینا بھی بہت ضروری ہے کیونکہ یہ کاروبار نہ صرف روزگار کی تخلیق میں اہم کردار ادا کرتے ہیں بلکہ معاشی ترقی میں بھی نمایاں حصہ ڈال سکتے ہیں۔ان کاروباروں کے لیے سازگار پالیسیاں وضع کرنا اور انہیں مالی امداد فراہم کرنا ان ممالک کی معاشی ترقی میں مددگار ثابت ہو گا۔علم پر مبنی معیشت کے قیام کے لیے تعلیم کے شعبے میں اصلاحات لانا اور تحقیق و ترقی کے لیے بجٹ میں اضافہ کرنا ضروری ہے۔ تعلیم کی معیار کو بہتر بنانا، اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں جدید نصاب کی تیاری، اور تحقیق و ترقی کے شعبے میں نجی شعبے کو بھی شامل کرنا اس حکمت عملی کا حصہ ہو گا۔ تحقیق و ترقی کے لیے یونیورسٹیز اور تحقیقی اداروں کے درمیان تعاون کو فروغ دینا ضروری ہے تاکہ علم کی بنیاد پر نئی صنعتیں پیدا کی جاسکیں اور موجودہ صنعتوں کو جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ ہم آہنگ کیا جاسکے۔جدید ٹیکنالوجی کے حصول اور اس کے مقامی سطح پر استعمال کو آسان بنانا اس حکمت عملی کا بنیادی مقصد ہو گا تاکہ اسلامی ممالک عالمی سطح پر معاشی طور پر مسابقتی رہ سکیں۔کسی بھی معیشت کی کامیابی کے لیے مضبوط اور شفاف ادارے ضروری ہیں۔اس لیے قانون کی حکمرانی کو یقینی بنانا، عدالتی نظام کو مضبوط بنانا اور بدعنوانی کے خلاف سخت اقدامات کرنا انتہائی ضروری ہیں۔اسلامی ممالک میں بدعنوانی ایک سنگین مسئلہ ہے، جو نہ صرف معاشی ترقی کو روکتا ہے بلکہ عالمی

سطح پر ان کی شفافیت کو بھی متاثر کرتا ہے۔ حکومتی اداروں میں شفافیت اور احتساب کو فروغ دینا اور شہریوں کے حقوق کا تحفظ کرنا معاشی استحکام کے لیے اہم ہے۔ اس کے علاوہ، سیاسی استحکام کو برقرار رکھنے کے لیے جمہوری عمل کو مضبوط بنانا ضروری ہے تاکہ عوامی اعتماد اور سرمایہ کاری کا ماحول قائم رہے۔

۵۔ انسانی وسائل کی بہتری اور متوازن آبادی:

آبادی میں اضافے کی شرح کو متوازن کرنے کے لیے آگاہی مہم چلائی جائے اور خاندان کی منصوبہ بندی کی خدمات تک رسائی کو آسان بنایا جائے۔ اس کے علاوہ، نوجوانوں کے لیے تعلیم اور ہنر مندی کی تربیت کے مواقع فراہم کرنا تاکہ وہ بہتر روزگار حاصل کر سکیں اور معیشت کی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔ خواتین کو معاشی سرگرمیوں میں فعال طور پر شامل کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں تاکہ وہ معیشت میں اپنا کردار بہتر طریقے سے ادا کر سکیں۔ یہ حکمت عملی نہ صرف معاشی ترقی کے لیے ضروری ہے بلکہ اسلامی ممالک کی معاشرتی ترقی کے لیے بھی اہم ہے۔ معاشی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ سڑکوں، ریلوے، ہوائی اڈوں، بندرگاہوں، بجلی کی پیداوار اور تقسیم کے نظام، مواصلاتی نیٹ ورکس اور پانی کی فراہمی کے نظام میں بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری کی جائے۔ انفراسٹرکچر کی ترقی نہ صرف کاروباری سرگرمیوں کو بہتر بناتی ہے بلکہ پورے معاشی ماحول کو مستحکم کرتی ہے۔ پائیدار اور ماحول دوست انفراسٹرکچر کی تعمیر پر بھی توجہ دی جائے تاکہ طویل مدتی معاشی ترقی کے لیے سازگار حالات پیدا ہوں۔ اسلامی دنیا کی اقتصادی ترقی اور عالمی سطح پر اپنی مؤثر موجودگی کو یقینی بنانے کے لیے علاقائی اقتصادی انضمام ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ جب اسلامی ممالک آپس میں اقتصادی تعاون کو فروغ دیتے ہیں تو وہ نہ صرف اپنے اندرونی اقتصادی ڈھانچے کو مستحکم کرتے ہیں بلکہ عالمی سطح پر سودے بازی کی اپنی طاقت میں بھی نمایاں اضافہ کرتے ہیں۔ موجودہ عالمی معاشی نظام میں جہاں بڑی طاقتیں معاشی بلاکس کی صورت میں منظم ہو کر فیصلے کر رہی ہیں، اسلامی ممالک کے لیے یہ اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے وسائل، منڈیوں، سرمایہ کاری کے مواقع اور انسانی وسائل کو آپس میں جوڑ کر ایک مشترکہ اقتصادی بلاک تشکیل دیں۔ تجارتی رکاوٹوں کو ختم کرنا، کسٹم ڈیوٹی کو آسان بنانا، سرحد پار تجارت میں سہولت پیدا کرنا، اور مشترکہ صنعتی زون قائم کرنا ایسے اقدامات ہیں جو علاقائی انضمام کو تقویت دے سکتے ہیں۔ مثلاً ایک اسلامی تجارتی تنظیم (Islamic Trade Organization) کا قیام جو ان ممالک کے مابین باہمی تجارت کو سہل اور منصفانہ بنائے، ایک عملی قدم ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ زرعی، صنعتی اور تکنیکی منصوبوں میں مشترکہ سرمایہ کاری کرکے اسلامی دنیا نہ صرف خود کفیل بن سکتی ہے بلکہ بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے دباؤ سے بھی آزاد ہو سکتی ہے۔ ایسا علاقائی اقتصادی تعاون اسلامی ممالک کو عالمی منڈی میں ایک مضبوط اجتماعی آواز فراہم کرے گا، جس کے نتیجے میں اسلامی دنیا کی معیشتیں بحرانوں سے بچیں گی، نوجوانوں کو روزگار کے زیادہ مواقع ملیں گے، اور وسائل کا بہتر اور منصفانہ استعمال ممکن ہو گا۔ عالمی سطح پر معاشی ترقی اور اثرورسوخ کے لیے بین الاقوامی شراکت داریوں کا قیام ایک بنیادی حکمت عملی ہونی چاہیے۔ اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ ترقی یافتہ ممالک، ابھرتی ہوئی معیشتوں، اور بین الاقوامی اداروں کے ساتھ تعمیری اور متوازن تعلقات قائم کریں تاکہ اپنی اقتصادی مفادات کا تحفظ یقینی بنا سکیں۔ موجودہ عالمی نظام میں جہاں کثیر الجہتی معاہدے (multilateral agreements) بین الاقوامی تجارت اور سرمایہ کاری کے میدانوں میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، وہاں اسلامی ممالک کو اپنی قومی ترجیحات کے مطابق ایسے معاہدے کرنے چاہییں جو ان کی معاشی خودمختاری اور ترقی کو سہارا دیں۔ بین الاقوامی سطح پر اسلامی ممالک کو اجتماعی طور پر ایسے فورمز پر مؤثر نمائندگی کرنی چاہیے جیسے اقوام متحدہ، عالمی تجارتی تنظیم(WTO)، اور بین الاقوامی مالیاتی ادارے(IMF, World Bank)۔ اپنی اجتماعی طاقت کے ذریعے اسلامی دنیا نہ صرف اپنے مفادات کا بہتر تحفظ کر سکتی ہے بلکہ عالمی اقتصادی پالیسی سازی میں بھی فعال کردار ادا کر سکتی ہے۔ اسلامی ترقیاتی

بینک (IDB) جیسے اداروں کو مزید فعال اور مؤثر بنایا جانا چاہیے تاکہ اسلامی دنیا کے اندر اور باہر سرمایہ کاری، تجارتی سہولتوں اور تکنیکی معاونت کو فروغ دیا جا سکے۔ بین الاقوامی شراکت داری کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ اسلامی دنیا عالمی سطح پر ایک اقتصادی قوت کے طور پر ابھرے، جسے نہ صرف اپنے مفادات کے تحفظ کا حق حاصل ہو بلکہ جو دوسروں کے لیے بھی ایک قابل احترام معاشی پارٹنر ہو۔

پائیدار ترقی آج کے عالمی معیشتی اور ماحولیاتی چیلنجز کے پیش نظر ایک ناگزیر ضرورت بن چکی ہے۔ اسلامی ممالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی ترقیاتی حکمت عملیوں میں پائیداری کو مرکزی حیثیت دیں تاکہ نہ صرف موجودہ نسلوں کی ضروریات پوری کی جا سکیں بلکہ آئندہ نسلوں کے لیے بھی وسائل محفوظ رہیں۔ اس مقصد کے لیے ماحول دوست پالیسیاں اپنانا، قدرتی وسائل کا دانشمندانہ استعمال، اور قابل تجدید توانائی (جیسے شمسی، ہوا اور بایو انرجی) میں سرمایہ کاری کرنا ناگزیر ہے۔ اسلامی تعلیمات بھی فطرت کے تحفظ پر زور دیتی ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: "اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ" (القرآن، 2:60) یہ تعلیم ہمیں قدرتی وسائل کی حفاظت اور ماحول کو آلودگی سے بچانے کی تلقین کرتی ہے۔ اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ اپنے شہریوں میں ماحولیاتی شعور پیدا کریں، گرین انرجی ٹیکنالوجیز کو فروغ دیں، جنگلات کے تحفظ اور بحالی کے منصوبے شروع کریں، اور شہری منصوبہ بندی میں ماحول دوست اصولوں کو اپنائیں۔ پائیدار ترقی کے بغیر کوئی بھی معاشرہ طویل مدتی خوشحالی حاصل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اسلامی دنیا کو چاہیے کہ وہ اپنی ترقی کو صرف اقتصادی نمو تک محدود نہ رکھے بلکہ اس میں سماجی انصاف، ماحولیاتی تحفظ اور معاشرتی ترقی کو بھی شامل کرے تاکہ ایک متوازن، خوشحال اور دیرپا ترقی کا خواب حقیقت بن سکے۔ پائیدار ترقی (Sustainable Development) آج کے دور کی ایک بنیادی اور ناگزیر ضرورت بن چکی ہے۔ موجودہ عالمی حالات جیسے کہ موسمیاتی تبدیلیاں، قدرتی وسائل کی تیزی سے کمی، آبادی میں بے تحاشا اضافہ، اور ماحولیاتی آلودگی، سب اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ترقی کے ہر عمل میں پائیداری کو مرکزیت دی جائے۔ اسلامی دنیا کے لیے یہ چیلنج اور زیادہ اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اکثر اسلامی ممالک قدرتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود ماحولیاتی مسائل، توانائی بحران اور غیر متوازن ترقی کا شکار ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں فطرت کے تحفظ، وسائل کے اعتدال میں استعمال، اور زمین میں فساد سے بچنے کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں: اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔"

سورہ الاعراف، آیت 56 یہ آیت نہ صرف ماحولیاتی توازن کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے بلکہ انسانی سرگرمیوں میں ذمہ داری کے احساس کو بھی لازمی قرار دیتی ہے۔ اسلامی ممالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی ترقیاتی پالیسیوں میں ماحولیاتی تحفظ کو بنیادی حیثیت دیں۔ اس کے لیے چند اہم اقدامات یہ ہو سکتے ہیں۔ پائیدار ترقی کے لیے اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ ماحولیاتی تحفظ کے عملی اقدامات اختیار کریں۔ سب سے پہلے قابل تجدید توانائی میں سرمایہ کاری کو فروغ دینا ہو گا، جیسے کہ شمسی توانائی، ہوا سے پیدا ہونے والی توانائی، پانی کی طاقت (ہائیڈرو انرجی)، اور بایو انرجی۔ ان قدرتی ذرائع کو ترقی دینے سے تیل اور گیس پر انحصار کم ہو گا اور ماحولیاتی آلودگی میں بھی واضح کمی آئے گی۔

اس کے ساتھ ساتھ پانی کے وسائل کا دانشمندانہ استعمال ضروری ہے، جس کے لیے پانی کے ضیاع کو روکنا، جدید آبپاشی نظام کو فروغ دینا، اور گندے پانی کو صاف کرنے کے منصوبوں پر توجہ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ جنگلات کا تحفظ اور شجرکاری بھی ماحولیاتی توازن کے لیے نہایت اہم ہے، کیونکہ درخت نہ صرف آکسیجن فراہم کرتے ہیں بلکہ زمینی درجہ حرارت کو معتدل رکھنے میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں درخت لگانے کو صدقہ جاریہ کہا گیا ہے، جو اس کی دینی اہمیت کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ ماحولیاتی تحفظ کے لیے عوام میں شعور پیدا کرنا بھی ضروری ہے، اس کے لیے سکولوں، کالجوں اور عوامی پلیٹ فارمز پر ماحول دوست طرز زندگی کو فروغ دینا چاہیے تاکہ ہر فرد اپنی ذمہ داری

محسوس کرے۔ آخر میں، شہری منصوبہ بندی میں ایسے اصول اپنانے چاہییں جو سبز شہروں (گرین سٹیز) کی تشکیل میں مدد دیں، جیسے کاربن کے اخراج کو کم کرنا، توانائی کی بچت کو یقینی بنانا، اور قدرتی خوبصورتی کا تحفظ کرنا۔ ان تمام اقدامات سے نہ صرف ماحول محفوظ رہے گا بلکہ معاشی اور سماجی ترقی بھی مستحکم بنیادوں پر استوار ہو سکے گی۔۔

اسلامی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں "حرم" اور "حمیٰ" (محفوظ علاقے) قائم کیے جہاں شکار اور درختوں کو کاٹنے پر پابندی تھی۔ یہ ماحولیاتی تحفظ کی ابتدائی ترین مثالوں میں سے ہیں۔ جدید دنیا میں بھی، اقوام متحدہ کے "پائیدار ترقیاتی اہداف (UN SDGs) " میں جو سترہ (17) مقاصد مقرر کیے گئے ہیں، ان میں ماحولیاتی تحفظ، غربت کا خاتمہ، معیاری تعلیم، صاف پانی اور سستی توانائی، سب اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ ہیں۔ اسلامی دنیا کو چاہیے کہ وہ ان اہداف کو اپنی ترقیاتی حکمت عملیوں میں شامل کرے، مگر اسلامی اقدار کی روشنی میں پائیدار ترقی کا تصور صرف ایک ماحولیاتی یا اقتصادی مسئلہ نہیں ہے، بلکہ یہ ایک جامع دینی، سماجی اور اخلاقی فریضہ ہے، جو انسانی فلاح و بہبود، قدرتی وسائل کے تحفظ، اور موجودہ اور آئندہ نسلوں کے حقوق کی دیکھ بھال پر مرکوز ہے۔ اسلامی دنیا کے لئے یہ ایک ایسا اہم مقصد ہے جس کا تعلق نہ صرف معاشی ترقی سے ہے بلکہ اس کا گہرا تعلق اسلامی تعلیمات اور اخلاقی اصولوں سے بھی ہے۔ اسلام میں پائیدار ترقی کی بنیاد اس بات پر ہے کہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا بے دردی سے استعمال نہ کیا جائے اور ماحول کی حفاظت کی جائے۔ قرآن مجید میں انسانوں کو زمین کی حفاظت کرنے اور اس کے وسائل کا محتاط استعمال کرنے کی بار بار ہدایت دی گئی ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: "اور وہ جو اللہ کی زمین میں فساد پھیلانے والے ہیں وہ نہیں ہیں، بلکہ جو لوگ زمین کی حفاظت کرتے ہیں وہ ہیں۔" (البقرہ 2:11) اسلامی تعلیمات میں کہا گیا ہے کہ ہمیں زمین اور اس کی قدرتی نعمتوں کو اللہ کی رضا کے لئے استعمال کرنا چاہیے، اور انہیں بغیر کسی غیر ضروری استحصال کے اپنی موجودہ ضروریات کے مطابق استعمال کرنا چاہیے تاکہ آئندہ نسلوں کے لئے یہ نعمتیں محفوظ رہیں۔ جب تک اسلامی ممالک قدرتی وسائل کا بے دریغ استعمال کرتے رہیں گے اور ماحول کے تحفظ کو سنجیدگی سے نہیں لیں گے، تب تک ان کی ترقی عارضی اور غیر مستحکم رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ پائیدار ترقی کا مقصد محض اقتصادی ترقی نہیں بلکہ معاشرتی عدلیہ، ماحولیاتی تحفظ، اور اخلاقی ذمہ داری کا مجموعہ ہے۔ ہمیں اپنی ترقی کو اس طریقہ سے آگے بڑھانا ہو گا جو نہ صرف آج کی نسل کی ضروریات کو پورا کرے بلکہ آئندہ نسلوں کے حقوق کا بھی خیال رکھے۔ پائیدار ترقی میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو کم سے کم خرچ کریں، اس کی حفاظت کریں اور اس کے وسائل کو ایک عادلانہ اور ذمہ دار طریقے سے تقسیم کریں۔ ہمیں ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا ہو گا جہاں اقتصادی ترقی کے ساتھ ساتھ قدرتی وسائل کا تحفظ بھی ہو۔ اسلامی ممالک اگر آج پائیدار ترقی کی طرف سنجیدہ قدم اٹھاتے ہیں تو وہ نہ صرف اپنی معیشتوں کو مضبوط اور خود کفیل بنا سکتے ہیں بلکہ عالمی سطح پر ایک ایسا ماڈل بھی قائم کر سکتے ہیں جو یہ دکھا سکے کہ کس طرح مذہبی اقدار اور جدید ترقی ایک ساتھ چل سکتے ہیں۔

اسلامی دنیا کے لئے یہ ایک سنہری موقع ہے کہ وہ اپنی ترقی کو ایک جامع اور پائیدار اصولوں کے تحت آگے بڑھائے۔ ایسا کرنے سے نہ صرف ان کے معاشی مسائل حل ہوں گے بلکہ عالمی سطح پر ایک نیا ماڈل پیش ہو گا جو کہ انسانیت کی فلاح کے لئے ایک رہنمائی کا کام کرے گا۔ اس کے ذریعے ہم ایک ایسی دنیا کی تشکیل کر سکتے ہیں جہاں معاشی ترقی، ماحولیاتی تحفظ، اور اخلاقی اقدار آپس میں ہم آہنگ ہوں۔

۶۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل:

I۔ **عدل و انصاف کا قیام**: اسلامی معیشت کی بنیاد عدل، مساوات، اور انصاف پر رکھی گئی ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر عدل کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" : اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہو، اللہ کے لیے گواہی دینے والے بنو، خواہ وہ

تمہارے اپنے خلاف ہو یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔"(النساء:135)عدل وانصاف کے قیام سے نہ صرف معاشرتی توازن قائم ہوتا ہے بلکہ معاشی ترقی اور سماجی ہم آہنگی کو بھی فروغ ملتا ہے۔ خلفائے راشدین کے دورِ حکومت میں عدل کی اعلیٰ مثالیں موجود ہیں، جیسے حضرت عمرؓ کا قول: "اگر دریائے فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مرے تو عمر اس کا جواب دہ ہے۔" یہ احساسِ ذمہ داری اسلامی حکمرانی کا بنیادی اصول ہے۔

ii۔**سود کا خاتمہ**: سود(ربا) کو اسلام میں سختی سے حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ ظلم کی ایک شکل ہے جو امیر کو مزید امیر اور غریب کو مزید مقروض بناتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں": اگر تم سود سے باز نہ آئے تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔"(البقرہ: 279)مزید فرمایا": اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔"(البقرہ:276)اسلامی معیشت سودی نظام کی جگہ شرعی متبادل فراہم کرتی ہے جیسے مضاربہ (سرمایہ کاری پر نفع کی شراکت)، مشارکہ (شراکت داری)، اجارہ (کرایہ داری)، اور تکافل (اسلامی بیمہ)۔ یہ تمام نظام عدل، شفافیت، اور باہمی اعتماد پر مبنی ہوتے ہیں اور معیشت کو اخلاقی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

iii۔**زکوٰۃ اور صدقات کا نظام**: زکوٰۃ اسلامی معیشت کا بنیادی ستون ہے جو دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بناتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں": زکوٰۃ تو صرف فقیروں، مسکینوں، اس کے عاملوں، مؤلفۃ القلوب، غلاموں، قرض داروں، اللہ کی راہ میں، اور مسافروں کے لیے ہے۔"(التوبہ:60)اگر مسلم ممالک زکوٰۃ کے نظام کو ریاستی سطح پر منظم اور شفاف انداز میں نافذ کریں تو غربت میں نمایاں کمی، تعلیم و صحت کی سہولیات میں اضافہ، اور معاشرتی توازن قائم ہو سکتا ہے۔ صدقات، عطیات، اور وقف جیسے اضافی نظام بھی اسلامی فلاحی معیشت کی مضبوطی میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ اسلام علم کو انتہائی اہمیت دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا": علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔"(ابن ماجہ: حدیث 224)مسلمانوں کا سنہری دور علم، سائنس، طب، اور فلسفہ کے میدانوں میں ترقی کا دور تھا۔ آج اسلامی دنیا کو دوبارہ علم و ہنر میں خودکفیل ہونے کے لیے جدید تعلیم، سائنسی تحقیق، ٹیکنالوجی، اور دینی علوم کے درمیان توازن پیدا کرنا ہو گا۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا: "کہو: کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے، دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟"(الزمر:9) تعلیم اور تحقیق کے فروغ سے ہی مسلم دنیا معاشی ترقی، اختراعات، اور عالمی مسابقت میں حصہ لے سکتی ہے۔

iv۔**امتِ مسلمہ کا اتحاد**: امتِ مسلمہ کو درپیش چیلنجز کا حل صرف انفرادی اقدامات سے نہیں بلکہ اجتماعی اتحاد سے ممکن ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا": اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور فرقہ فرقہ نہ بنو۔"(آل عمران:103)اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ باہمی اقتصادی تعاون، مشترکہ منڈیوں، اسلامی کرنسی، اور تجارتی بلاک جیسے اقدامات کریں۔OIC، D-8، اور اسلامی ترقیاتی بینک جیسے اداروں کو فعال کر کے صنعتی ترقی، زرعی اصلاحات، اور ٹیکنالوجی میں تعاون کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا": مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔"(بخاری: حدیث 2442)یہی جذبہ امت کے درمیان تعاون، ایثار، اور معاشی یکجہتی کی بنیاد ہے۔ اگر اسلامی دنیا ان اصولوں پر عمل کرے تو وہ نہ صرف اپنے مسائل پر قابو پا سکتی ہے بلکہ عالمی سطح پر ایک مضبوط اور باوقار حیثیت حاصل کر سکتی ہے۔

حوالاجات:

1. سورۃ التوبہ 9،60۔
2. **بخاری، محمد بن اسماعیل: "الجامع الصحیح بخاری، ج۳**، حدیث نمبر 1429۔

3. مسلم بن الحجاج: "الجامع الصحیح مسلم، ج۴، حدیث نمبر 1033۔
4. اسلامی ترقیاتی بینک کی رپورٹیں IDB) سالانہ رپورٹس۔
5. اقوام متحدہ کے پائیدار ترقی کے اہداف(UN SDGs)۔
6. عالمی بینک کی رپورٹ: اقتصادی یکجہتی اور ترقی(2022)۔
7. "اسلام میں ماحولیاتی تحفظ" از اسلامی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم(ISESCO)۔
8. "پائیدار ترقی کے لئے علاقائی اقتصادی یکجہتی UNCTAD "رپورٹ(2021)۔
9. "ڈاکٹر انور ابراہیم: "عالمی نوعیت اور اسلامی دنیا کے چیلنجز"، ص ۵٦۔
10. سورۃ فاطر35: 28۔
11. سورۃ الزمر 39 ۔9۔
12. سورۃ الحشر59: 7۔
13. ابوداود، سلیمان بن اشعث: "السنن ابن ماجہ، کتاب السنہ، حدیث نمبر224۔
14. ابوالحسن محمد بن الحسین بن موسیٰ الموسوی: "نہج البلاغہ"، کلمات قصار، قول نمبر147۔
15. سورہ الحشر59، 7۔
16. سورۃ التوبہ9: 60۔
17. سورۃ آل عمران 3۔
18. (Al-Mawardi, Al-Ahkam Al-Sultaniyyah).
19. . Raza, S. (2021). Islamic Economics: The Path Forward. Islamic Economic Review, 34(2), 140-129.
20. Khan, M. A., & Siddiqui, S. (2020). Challenges to Islamic Economies in the 21st Century.
21. . Journal of Islamic Economics, 45(1), 50-67.
22. Malik, H. (2019). The Economic Impact of Geopolitical Conflicts in the Muslim World.
23. Middle Eastern Economic Journal, 56(3), 112-123.
24. El-Fayoumi, T. (2022). The Role of Education and Technology in the Economic Development
25. of Islamic Countries. Islamic Development Studies, 21(1), 91-104.
26. "The Economic Challenges of the Islamic World" by R. L. Heilbrunn (2015).
27. "Islamic Finance: Principles and Practice" by M. Iqbal and D. Mirakhor (2007).
28. World Bank Reports on Middle East and North Africa (MENA) Region.ع

29. "Economic Development and Reform in the Arab World" by Ahmed Galal (2003).
30. United Nations Development Programme (UNDP) Reports
31. "Challenges of Economic Development in the Islamic World" by Muhammad Syed
32. (2010).
33. The Role of Institutions in Economic Development" by Douglass C. North (1990)
34. International Monetary Fund (IMF) Regional Economic Outlook: Middle East and Central Asia.
35. Population Growth and Economic Development: Policy Questions" by David E. Bloom
36. (2003).
37. Islamic Development Bank Reports (IDB Annual Reports)
38. United Nations Sustainable Development Goals (UN SDGs)
39. World Bank Report: Economic Integration and Growth (2022)
40. "Islamic Finance: Principles and Practice" by Muhammad Taqi Usmani
41. "Environmental Protection in Islam" by Islamic Educational, Scientific and Cultural
42. Organization (ISESCO)
43. " Regional Economic Integration for Sustainable Development" - UNCTAD Report (2021)
44. Challenges of Globalization and the Islamic World" by Dr. Anwar Ibrahim."